

## 43476-دوسری بیوی کے سبب مشکلات اور بیٹی کے متعلق خدشات

### سوال

برائے مہربانی آپ درج ذیل مسئلہ میں شریعت اسلامیہ کے مطابق راہنمائی فرمائیں :

اگر دوسری بیوی کاغذات میں جعل سازی کر کے اپنے خاوند کے خلاف مہر اور اخراجات کا مسئلہ کھڑا کرے .. اور اس کی غیر موجودگی میں بد اخلاقی کرتی ہو اور وہ اپنی والدہ کے ساتھ رہ رہی ہے، میں نے صلح کی بہت کوشش کی ہے لیکن اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا، اب اگر میں نے اسے طلاق دی تو یہ تیسری طلاق ہوگی، لیکن اسے طلاق کی کوئی پرواہ نہیں وہ مال کے علاوہ کچھ نہیں چاہتی.

اس نے عدالت میں طلاق کا مقدمہ کر رکھا ہے تو کیا یہ خلع شمار ہوگا، اور اگر ایسا نہیں تو بیٹی کی پرورش کا ذمہ دار کون ہے؟

میں اس کی غلطیاں اور کوتاہیاں بیان نہیں کرنا چاہتا لیکن کچھ حقائق بیان ضرور کروں گا، کوئی اہتمام نہیں کرتی اور اچھے طریقہ سے نہیں رہتی جس کی وجہ سے بیٹی کی تربیت پر اثر پڑے گا، اس کی تعلیم بھی کوئی نہیں ہے، اور مستقبل میں اس کا یہ طریقہ بیٹی پر اثر انداز ہوگا.

اس سے بھی اہم چیز یہ ہے کہ اس نے مجھے ٹیلی فون پر بتایا کہ وہ بیٹی کی شخصیت کو برابنا کر رکھ دے گی، مجھے یہ بتانیں کہ بیٹی کی پرورش کرنا کس پر واجب ہوتی ہے تاکہ ہم بیٹی کو غلط ماحول سے بچا سکیں؟

حالانکہ وہ ملازمت بھی کرتی اور مال کماتی ہے، لیکن زندگی میں یہ مال ہی ہر کچھ نہیں ہوتا، زندگی کا معنی تو اچھی عادات و تربیت اور اخلاقیات و دین کا قوی ہونے کا نام ہے، ان اشیاء کو مد نظر رکھتے ہوئے بیٹی کی والدہ میں یہ چیزیں قوی اور مضبوط نہیں.

اور جب وہ کام پر جاتی ہے تو بیٹی کو نانی سنبھالتی ہے اور اس کی دیکھ بھال کرتی ہے، اور نانی بھی جاہل ہے پڑھی لکھی نہیں، میں نے اچانک ایک بار اس سے بیٹی کے متعلق بہت برے الفاظ سنے تو وہ اس کی تربیت کس طرح اچھی کر سکتی ہے؟

اسلامی تعلیمات کے مطابق کیا خاندان میں والد کے علاوہ کوئی اور شخص چھوٹے بچے کی دیکھ بھال اور تربیت کر سکتا ہے؟

اور وہ شخص کون ہے جس کی عادات اور دین اعلیٰ ہو، اور وہ شخص کون ہوگا جس کی معاشرے میں زیادہ ذمہ داریاں ہیں؟

میرے خیال میں تو میری بیٹی کو ایک نیک و صالح انسان وہی بنا سکتی ہے جو عورت خود بھی اچھے اخلاق اور عادات کی مالک ہوگی اور دین کا شغف رکھتی ہو.

پسندیدہ جواب

اصل میں طلاق اچھی چیز نہیں بلکہ ناپسند ہے اس کی دلیل اللہ عزوجل کا فرمان ہے :

﴿اور وہ لوگ جو اپنے بیویوں سے ایلاء کریں (اپنی بیویوں سے تعلق نہ رکھنے کی قسم اٹھائیں) وہ چار ماہ تک انتظار کریں، پھر اگر وہ لوٹ آئیں تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا مہربان ہے، اور اگر وہ طلاق کا قصد کر لیں تو اللہ سننے والا جاننے والا ہے﴾ البقرة (226-227).

تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے غفور رحیم کہا ہے، اور جب طلاق کی باری آئی تو فرمایا: وہ سننے والا جاننے والا ہے، اور اس میں کچھ دھمکی پائی جاتی ہے، تو یہ اس کی دلیل ہے کہ طلاق اللہ کے ہاں ناپسند ہے۔

لیکن بعض اوقات حالات ایسے پیدا ہو سکتے ہیں جس کی وجہ سے طلاق ضروری ہو جاتی ہے، بلکہ بعض اوقات تو طلاق کے وجوب تک بات جا پہنچتی ہے، ہمارے عزیز بھائی جس طرح کی حالت آپ نے بیان کی ہے اس طرح کی حالت میں ہو سکتا ہے طلاق ہی مناسب حل ہو، کیونکہ یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ جیسا کہ آپ نے سوال میں بیان کیا ہے بیوی خاوند کے ساتھ اس طرح کی بدسلوکی کرے، کیونکہ ہو سکتا ہے بعض اوقات بیوی خاوند کے ساتھ غلطی کا ارتکاب کر بیٹھے، لیکن خاوند کی ایک کے بعد دوسری بار ناشکری اور نافرمانی کرے یہ بہت عجیب ہے۔

لیکن طلاق سے قبل اصلاح کی کوشش ضرور کریں، اور عورت پر صبر کریں، کیونکہ اگر اس میں کچھ بد اخلاقی ہے تو آپ کو اس میں کچھ اچھی صفات بھی ملیں گی، اور اخلاق حسنہ بھی دیکھیں گے جو اس کی اس بد اخلاقی کو اچھائیوں اور اخلاق حسنہ کے مقابلہ میں برداشت کر لیں۔

مزید آپ سوال نمبر (

20044) اور (

2076) کے جوابات کا مطالعہ ضرور

کریں۔

اور اگر آپ مسئلہ کو حل کرنے کے لیے کسی رشتہ دار کو اس میں ڈال سکتے ہیں تو اس مسکین بچی پر رحم کرتے ہوئے ایسا ضرور

کریں معاملہ چاہے کتنا بھی بڑھ جائے یہ جدائی اور علیحدگی اور خاندان کی بربادی سے اصلاح ہی بہتر ہے۔

اور اگر اس کا آخری حل طلاق ہی ہو اور آپ طلاق کے علاوہ باقی سارے حل استعمال کر چکے ہوں تو پھر آپ پہلے استخارہ کریں اور پھر مشورہ کرنے کے بعد اللہ پر توکل کریں۔

اور اس نے عدالت میں جو مقدمہ دائر کر رکھا ہے ہو سکتا ہے وہ خاوند سے طلاق یا خلع لینے کے لیے ہو، یہ حالت پر منحصر ہے ن اگر تو وہ خاوند کو طلاق کے بدلے مال ادا کرتی ہے یا مہر واپس کرتی ہے تو یہ خلع شمار ہوگا، اور اگر کچھ نہیں دیتی اور طلاق ہو جائے تو یہ طلاق ہوگی۔

رہا مسئلہ پرورش کا تو اس میں اصل ماں ہی زیادہ حقدار ہے جب تک اس میں کوئی مانع نہ ہو، اور اگر کوئی مانع پایا جائے مثلاً ماں کسی اور شخص سے شادی کر لے، یا ماں برے اخلاق کی مالک ہو تو اس صورت میں جمہور علماء کے ہاں حق پرورش ماں سے منتقل ہو کر نانی کو مل جائیگا۔

اور اگر نانی بھی ایسی ہی ہو تو یہ باپ کو مل جائیگا، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تنازع و اختلاف کے وقت یہ اختیار کیا ہے کہ نانی کی بجائے باپ کو منتقل ہوگا کیونکہ یہ بچے کے زیادہ قریب ہے، اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بھی زاوا المستفتع میں پرورش کے مسئلہ کی شرح کرتے ہوئے اس کو راجح کہا ہے۔

اس کی تفصیل سوال نمبر)

(5234) اور)

(9463) اور)

(8189) اور)

(21516) کے جوابات میں بیان ہو چکی

ہے۔

واللہ اعلم۔